ہفت روزہ
الجمعیۃ
نئی دہلی
جلد [illegible] شمارہ [illegible] ۹ تا ۱۵ اگست ۲۰۰۲ء [illegible] جمادی الثانی ۱۴۲۳ھ

گجرات کے غیر یقینی حالات میں
اسمبلی انتخابات
الیکشن کمیشن کی خود مختاری پر سوالیہ نشان؟

الیکشن کمیشن ایک خود مختار ادارہ ہے اور اگر وہ کسی سیاسی دباؤ کے تحت گجرات میں انتخابات کرانے پر آمادہ ہو جاتا ہے تو یہ نہ صرف اس کی خود مختاری پر ایک سوالیہ نشان ہوگا بلکہ عوام میں اسکا اعتماد بھی مجروح ہو جائے گا۔

گذشتہ ماہ ۱۸ جولائی کو جب گجرات کے وزیر اعلیٰ نریندر مودی نے اسمبلی تحلیل کر کے نئے وسط مدتی انتخابات کرانے کا اعلان کیا تھا اس وقت شاید مسٹر مودی کو یہ معلوم نہیں تھا کہ انتخابات کرانے کی ذمہ داری جس الیکشن کمیشن کی ہے وہ آئینی دائرہ کار میں رہتے ہوئے ان کے اس فیصلے کا شکار ہونے والا نہیں ہے۔ ۱۸ جولائی کو جیسے ہی مودی نے اسمبلی تحلیل کی چیف الیکشن کمشنر نے اعلان کیا کہ گجرات کے حالات ابھی کسی انتخابی جنگ کے متحمل نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود بھی مودی اور ان کے آقا بار بار یہی راگ الاپتے رہے کہ گجرات کے حالات اب معتدل ہیں اور الیکشن کرانے میں اس وقت کوئی حرج نہیں ہے۔ بی جے پی کے نام نہاد ایک ماہر قانون اور قانون و انصاف کی وزارت میں سابق وزیر ارون جیٹلی تو اور بھی دور کی کوڑی نکال لائے۔ انھوں نے کہنا شروع کر دیا کہ دستور کی دفعہ ۱۷۴ (الف) کے تحت اسمبلی کے دو اجلاس کے درمیان چھ ماہ سے زائد کا فاصلہ نہیں ہو سکتا۔ اس طرح ۳ اکتوبر سے پہلے پہلے نئی اسمبلی وجود میں آ کر اس کا اجلاس ہو جانا ضروری ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ۳ اکتوبر سے پہلے پہلے اسمبلی انتخابات کا عمل مکمل ہو جانا چاہیے۔ [illegible] دفعہ ۱۷۴ (الف) [illegible] اسمبلی [illegible] گجرات میں اسمبلی انتخابات کیلئے [illegible] حالات [illegible] سوالات ہیں جن کا جواب [illegible] ہے۔

گجرات گزشتہ تین ماہ تک فرقہ وارانہ عذاب جھیلتا رہا ہے۔ ایک لاکھ سے زائد مسلمان ریاست بھر کے ایک سو سے زائد کیمپوں میں پناہ گزین کی حیثیت سے زندگی گزارنے پر مجبور کر دیے گئے تھے جن میں سے ایک بڑی تعداد آج بھی شہری کیمپوں میں پڑی ہوئی ہے جبکہ ہزاروں ہزار پناہ گزین سرکاری طور پر کیمپوں کو بند کر دیے جانے کی وجہ سے دربدر کی ٹھوکریں کھاتے ہوئے پھر رہے ہیں۔ یہ حقیقت بھی روز روشن کی طرح واضح ہے کہ جو لوگ کیمپوں سے اپنے گھروں کو لوٹنا چاہتے ہیں نہ تو انھیں سرکاری تحفظ ملا ہے اور نہ ہی ان کے دیہات اور گاؤں کے لوگ انھیں خوش آمدید کہنے پر تیار ہیں۔ حالات اس سے بڑھ کر اور کیا خطرناک ہوں گے کہ جو لوگ ہمت کر کے اپنے گھروں کو دیکھنے کے لیے اپنے گاؤں پہنچے ہیں انھیں زدو کوب کیا گیا ہے اور واپس پھر انھیں کیمپوں میں دوبارہ لوٹنے پر مجبور کر دیا گیا ہے۔ اکثر گاؤں کے ہندوؤں نے اجڑے ہوئے مسلمانوں کی واپسی کے لیے جو شرائط رکھی ہیں وہ ایسی ہیں جنھیں کوئی بھی صاحب ایمان کسی قیمت پر قبول نہیں کر سکتا۔ ایسے حالات میں حکومت کا یہ دعویٰ خود کو دھوکا دینا اور [illegible] ثابت ہو جاتا ہے کہ تقریباً ایک لاکھ پناہ گزین کیمپوں سے اپنے گھروں کو واپس جا چکے ہیں اور صرف چند ہزار لوگ ہی اب کیمپوں میں ہیں جو جلد ہی اپنے گھروں کو واپس چلے جائیں گے۔

اصل بات یہ ہے کہ مسٹر مودی ہندوتو کی تجربہ گاہ سمجھے جانے والے گجرات پر ہر قیمت پر اپنا اقتدار باقی رکھنا چاہتے ہیں اور ان کے لیے اس سے اچھا کوئی موقع نہیں ہو سکتا اس لیے کہ آج گجرات میں مسلمانوں کا قتل عام کر کے مودی نے ہندوؤں کو ایک پلیٹ فارم پر لانے میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔ مودی کو سو فیصدی یقین ہے کہ ہندوؤں کا یہ اتحاد ان کے اقتدار میں لوٹنے میں معاون ثابت ہوگا۔ مودی کو یہ بھی خطرہ ہے کہ جیسے جیسے گجرات کے عوام کو سوچنے سمجھنے اور حالات کا جائزہ لینے کا موقع ملے گا ہندوتو کا نشہ ان کے اوپر سے اترتا چلا جائے گا اور پھر ایک دن وہ بھی آئے گا جب گجرات کا ہر شخص ریاست کی تباہی و بربادی کے لیے مودی کو ہی ذمہ دار قرار دے کر اسے مسترد کر دے گا۔ مودی کو یہ بات بھی بخوبی معلوم ہے کہ ہندوتو کے نشہ میں کوئی پائیداری نہیں ہے۔ گجرات کے عوام جب اپنے روز مرہ کے مسائل کو دیکھیں گے جو ابھی جوں کے توں پڑے ہوئے ہیں تو وہ خود بخود ہی ہندوتو کے چولے کو اتار کر پھینکنے میں دیر نہیں لگائیں گے۔ اس لیے جتنا جلدی ہو سکے انتخابات کا اعلان ہو جائے تاکہ اپنے اقتدار کو مزید پانچ سال کے لیے پکا بنایا جائے۔ ظاہر ہے مسٹر مودی یہ بھی جانتے ہیں کہ خود ان کی پارٹی بی جے پی کا اندرونی حال کیا ہے اور پارٹی بی جے پی میں کتنے لوگ ان کے حامی ہیں۔ مودی کی چال یہ ہے کہ چونکہ ابھی بی جے پی کا ہر لیڈر احساس جرم میں مبتلا ہے اور اسے ڈر ہے کہ اگر وہ پارٹی لائن سے ہٹے گا تو وہ کھلا مجرم کہلائے گا اور جیسے جیسے وقت گزرتا جائے گا حالات بدلتے چلے جائیں گے اور بہت ممکن ہے آج پارٹی میں جو اتحاد نظر آ رہا ہے وہ ختم ہو جائے گا جس کے بعد ان کا اقتدار کا خواب چکنا چور ہو کر رہ جائے گا۔

یہ بات خوش آئند ہے کہ ہزاروں دباؤ کے باوجود الیکشن کمیشن نے آنکھ بند کر کے

محمد سالم جامعی

گجرات میں انتخابی پروگرام کے اعلان کرنے سے صاف انکار کر دیا ہے۔ الیکشن کمیشن نے طے کیا ہے کہ وہ پہلے گجرات کے پورے حالات کا جائزہ لے گا اور اس کے بعد ہی کوئی فیصلہ کرے گا۔ اس کے لیے اس نے ایک نو رکنی ٹیم کو گجرات بھیجا ہے جو مختلف علاقوں میں جا کر اور مختلف لوگوں اور جماعتوں سے مل کر حالات کا تجزیہ کر رہی ہے۔ جس وقت یہ سطریں لکھی جا رہی ہیں گجرات سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق چند بی جے پی لیڈروں کے علاوہ کسی نے بھی انتخابات کیلئے حالات کو سازگار نہیں بتایا ہے۔ حالانکہ احمد آباد اور دوسرے مقامات پر قائم کیمپوں کو حکومت نے جبراً بند کر دیا ہے مگر اس کے باوجود جو لوگ ان کیمپوں کے باہر پڑے ہوئے ہیں انھوں نے الیکشن کمیشن کی ٹیم کو آنکھوں دیکھے حالات سے باخبر کر دیا ہے اور صاف کہا ہے کہ اگر جلدی انتخابات کرائے گئے تو لاکھوں مسلمان ووٹ دینے کے حق سے محروم رہ جائیں گے۔

بہر حال الیکشن کمیشن کیا فیصلہ لیتا ہے یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا مگر ایک بات طے ہے کہ اگر بی جے پی اور ان کی ریاستی حکومت کے دباؤ میں آ کر الیکشن کمیشن نے گجرات میں انتخابات موجودہ حالات میں کرانے کا فیصلہ کر لیا تو جمہوریت پر زبردست حملہ ہوگا اور الیکشن کمیشن پر عوام کا اعتبار بھی برقرار نہ رہ سکے گا۔ اس لیے الیکشن کمیشن کی ٹیم کو گجرات حکومت کے اس دعوے کی بھی جانچ کرنی چاہیے کہ ایک لاکھ لوگ اپنے گھروں کو واپس جا چکے ہیں۔ ہم کو ان

(باقی صفحہ پر)

امیر الہند مدظلہ کی دورۂ ساؤتھ افریقہ سے وطن واپسی

جمعیۃ علماء ہند کے محترم صدر امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنی مدظلہ ساؤتھ افریقہ کے اپنے چندہ روزہ تعلیمی تبلیغی و اصلاحی دورے سے فراغت پا کر بخیر و عافیت ۳۱ جولائی ۲۰۰۲ء بروز بدھ علی الصباح دہلی تشریف لے آئے ہیں۔ حضرت والا ساؤتھ افریقہ کے جماعتی احباب و رفقاء، ذمہ داران مدارس اور متوسلین حضرات کی دعوت پر ۱۳ جولائی ۲۰۰۲ء کو ساؤتھ افریقہ تشریف لے گئے تھے۔

اپنے اس دورے میں امیر الہند مدظلہ متعدد شہروں اور اہم مقامات پر تشریف لے گئے اور مدارس و مکاتب کے معائنے کے ساتھ ساتھ عوام و خواص کو اپنے فیوض و برکات سے مستفیض فرمایا۔

بحرالکاہل کا ایک اہم ملک

فجی

جہاں اسلام اور مسلمانوں کے لئے بہتر امکانات ہیں

فجی ایک آزاد ریاست ہے۔ یہ دولت مشترکہ کی رکن ہے۔ یہ سڈنی (آسٹریلیا) کے شمال مشرق میں دو ہزار سات سو کلومیٹر اور آک لینڈ (نیوزی لینڈ) کے شمال میں ایک ہزار ۸ سو کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ ۸۴۴ جزائر پر مشتمل ہے جن میں صرف ۱۰۶ آباد ہیں۔ اس ریاست کا رقبہ ۱۸ ہزار ۳۳۳ مربع کلومیٹر ہے۔ اس کی کل آبادی (۱۹۹۹ء تک) ۸ لاکھ ۵۵ ہزار ہے۔ اس کے دو بڑے جزیرے ویتی لیوا اور وانوا لیوا ریاست کے کل رقبے کا ۸۷ فیصد ہیں اور ریاست کی تقریبا ۹۰ فیصد آبادی بھی جزائر میں رہتی ہے۔

ان جزائر کو تسمان نے ۱۶۴۳ء میں یورپ کے لیے دریافت کیا تھا۔ ۱۷۷۴ء میں کیپٹن کک نے بھی ان جزائر کی سیاحت کی۔ ۱۸۷۴ء میں انگریزوں نے ان جزائر کو فتح کرلیا۔ اس کے ساتھ انھوں نے وہاں گنے کو متعارف کرواتے ہوئے ... گنے کے کھیت تیار کروائے۔ ان کھیتوں میں کام کرنے کیلئے ہندستان سے اجرتی مزدور لائے گئے۔ ۱۸۷۹ء سے ۱۹۱۶ء تک ان مزدوروں کی آمد کا سلسلہ جاری رہا۔ پھر ۱۹۱۶ء میں ان کی بھاری تعداد وہاں لائی گئی۔ اس طرح ان جزائر میں ہندی الاصل لوگوں کی تعداد وہاں کی کل آبادی کا ۴۱ فیصد ہوگئی۔ ۱۹۸۰ء میں یہ مقامی آبادی کا ۵۰ فیصد بھی تجاوز کر گئی۔ ان کی تعداد میں ۱۹۸۷ء میں کمی واقع ہوئی جس کا سبب ان تارکین وطن کا آس پاس کے علاقوں یعنی آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور کسمانیہ وغیرہ ہجرت کرنا تھا۔ فجیوں کی اکثریت اپنے پروٹسٹنٹ انگریز حکام کے زیر اثر مسیحی مذہب اختیار کرچکی ہے جبکہ ہندستان سے آنے والے تارکین وطن زیادہ تر ہندو ہیں۔

فجی اکتوبر ۱۹۷۰ء کو آزاد ہوا۔ اس کا آئین ہر مذہب ونسل کے لوگوں کو مکمل تحفظ کی ضمانت دیتا ہے۔ نسلی گروہوں کے ذریعے انتخابات اس طرح سے ہوتے ہیں کہ ایوان نمائندگان میں ۳۷ مقامی فجی، ۲۷ ہندی الاصل اور ۵ دوسری نسلوں اور اقوام کے نمائندے ہوتے ہیں۔ وہاں دو بڑی سیاسی پارٹیاں ہیں۔ ایک مقامی فجیوں کی تنظیم الائنس پارٹی اور دوسری حزب اختلاف کی نیشنل فیڈریشن پارٹی جو ہندی الاصل اور دوسری اقوام کے لوگوں پر مشتمل ہے۔

ہندستانی مسلمان ہندستانی ہندوؤں کے ساتھ گنے کے کھیتوں میں کام کرنے والے اجرتی مزدوروں کی حیثیت سے فجی پہنچے۔ اولین مسلمان وہاں ۱۸۸۱ء میں پہنچے۔ ۱۹۱۶ء میں فجی میں باہر کے ملکوں سے مزدور منگوانا ختم کردیا گیا۔ ان غیر ملکی مزدوروں کو ایک پانچ سالہ معاہدے کے تحت وہاں لایا جاتا تھا۔ انھیں اس کی اجازت حاصل تھی کہ وہ یہ معاہدہ ختم ہونے کے بعد یا تو اپنے وطن واپس چلے جائیں یا پھر فجی میں آباد ہو جائیں۔ اس پروگرام کے تحت وہاں لائے جانے والے ہندستانی مزدوروں کی تعداد ۶۲ ہزار ۸ سو ۳۷ تھی۔ ان میں ۵۳ ہزار ۵ سو ۹۹۹ ہندو اور ۹ ہزار ایک سو ۲۳ مسلمان تھے۔ ان میں عیسائیوں کی تعداد صرف ۱۱۵ تھی۔

ان مزدوروں میں دو تہائی اپنے معاہدات ختم ہوجانے کے بعد وہیں فجی میں آباد ہوگئے تھے۔ ان کی تعداد ۴۱ ہزار تھی۔ ان میں مسلمان صرف ۱۰ء۶ فیصد تھے۔ باقی جو تارکین وطن تھے وہ اپنے پانچ سالہ معاہدوں کے ختم ہونے کے بعد ہندستان چلے گئے۔ انگریزوں نے ہر سو آدمیوں کے لیے ۴۰ عورتوں کو لانے کی اجازت دے رکھی تھی یعنی تارکین وطن میں ۲۸ء۶ فیصد عورتیں تھیں۔

۱۵ مسلمان جو فجی میں آباد ہوگئے تھے ۱۰۰ ہندستان کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھتے تھے۔ ان میں سے بیشتر کا تعلق شمالی علاقوں سے تھا یعنی وہ افغان نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کی اکثریت حنفی مسلک کی پیروکار تھی۔ جنوبی ہندستان سے تعلق رکھنے والے تھوڑے سے مسلمان شافعی مسلک کے پیروکار تھے۔ ان میں چند خاندان فقہ جعفریہ کے پیروکار بھی تھے۔ یہ سب ہندستانی مسلمان زیادہ تر اردو زبان بولتے تھے۔

فجی میں بسنے والے ان مسلمان تارکین وطن کا سب سے بڑا مسئلہ اپنے خاندانوں کی بنیاد ڈالنے کے لیے بیویوں کی تلاش تھا۔ ۲ ہزار ۳ سو ۵۰ کے لگ بھگ جو مسلمان تارکین وطن وہاں رہ گئے تھے ان میں صرف ایک ہزار ۲ سو ۳۰ عورتیں تھیں یعنی ۵۲ء۳۱ فیصد۔ یہ یقینا ایک گمبھیر مسئلہ تھا۔ اس مسئلے کا حل انھوں نے یہ نکالا کہ ہندو اور مقامی فجی عورتوں کو مسلمان کر کے ان سے شادیاں رچانی شروع کردیں۔ ان شادیوں کے نتیجے میں جو بچے پیدا ہوئے وہ آج بھی پکے مسلمان چلے آ رہے ہیں۔ اس طرح فجی میں مسلمانوں کی تعداد بڑی تیزی سے بڑھنے لگی۔ ۱۹۷۶ء میں وہ مقامی آبادی کا ۷ء۷ فیصد تھے۔ ۱۹۸۲ء میں ان کی تعداد ۵۰ ہزار اور ۱۹۹۹ء میں تازہ اعداد وشمار کے مطابق ایک لاکھ ۲۰ ہزار تک جا پہنچی ہے۔ ان میں سے ۸ ہزار مسلمان آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، کینیڈا، برطانیہ اور امریکہ ہجرت کرگئے ہیں۔

آج فجی میں آباد مسلمانوں کی زیادہ تعداد زراعت پیشہ ہے۔ ان کے اپنے گنے کے کھیت اور پھلوں کے باغات ہیں۔ اکثر مسلمان تجارت اور صنعت وحرفت سے وابستہ ہیں اور کچھ سرکاری ملازم بھی ہیں۔

دینی تعلیم

ان مسلمان آبادکاروں میں زیادہ تر انتہائی غریب اور ناخواندہ تھے۔ فجی پہنچنے والے مسلم تارکین وطن کی طرح وہ بھی ایک ایسے بے جان دے رہے زرعی نظام کے تابع تھے جس میں انسانی اقدار کی قدر وقیمت دولت اور پیداوار بڑھانے کے مقابلے میں کم تھی۔ عورتوں کی نایابی کے سبب پیدا ہونے والی اخلاقی برائیاں، اسلامی شادیوں کی عدم توثیق، طویل ورادبی کام، ناکافی اور غیر صحت بخش خوراک، کام سے غیر حاضری پر انتہائی پرتشدد سزا، یہ ان سب عوامل نے ان لوگوں کی حالت زار کو مزید بدتر بنا دیا اور ان کا معاشرتی نظام تباہ کرکے رکھ دیا تھا۔

> **جو مسلمان فجی میں آباد ہوگئے تھے وہ ہندستان کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھتے تھے ان میں سے بیشتر کا تعلق شمالی علاقوں سے تھا۔**

ان نامساعد حالات کے باوجود اس مسلم برادری میں ایسے راہنما اور مبلغ پیدا ہوئے جو تعلیم یافتہ اور مخلص تھے۔ ان کی راہنمائی میں سب سے پہلے ۱۹۰۰ء میں ہوا کے مسلمانوں نے اپنے آپ کو ہمدرد منظم کیا۔ اس کے بعد لاٹوکا، لابسا، با اور ناصوری کے مسلمانوں نے اپنے دینی نظم کی طرف توجہ دی۔ ان میں سے ہر منظم برادری نے اپنی مسجدیں تعمیر کرنے کے منصوبے بنائے۔ سب سے پہلے مسجدیں ۱۹۲۳ء میں ویٹوگو، ناصوری اور ہوا کے مقامات پر بنائی گئی ہیں۔ یہ مسجدیں لکڑی کے شہتیروں سے بنائی گئی تھیں۔ اس سے قبل ۱۹۰۰ء میں فجی شوگر فنڈ کمپنی نے اپنے مسلمان کارکنوں کو ہوا کے مقام پر ایک چھوٹے پر حاصل کی ہوئی زمین پر لکڑی اور لوہے کی مسجد تعمیر کرنے کی اجازت دے دی تھی۔ ۱۹۲۰ء تک فجی کے تمام مسلمان گروہ مقامی طور پر منظم ہوچکے تھے۔ انھوں نے اپنی مسجدیں اور اسکول بھی قائم کرلیے تھے۔

فجی میں مسلمان ۱۹۱۵ء ہی سے تمام جزائر کی سطح پر اپنے آپ کو مختلف انجمنوں کی صورت میں منظم کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ مثلاً انجمن ہدایت اسلام (۱۹۱۵ء) انجمن اشاعت اسلام (۱۹۲۱ء)، انجمن اسلام (۱۹۲۶ء)۔ بہرحال کہا یہ گیا کہ انجمنیں مسلمانوں کے اتحاد اور باہمی یگانگت وہم آہنگی کو پیش نظر رکھتے ہوئے وجود میں آئی تھیں مگر یہ اپنے اپنے دائرہ کار میں مقامی اور ایک دوسرے کی حریف تھیں۔

۱۹۲۶ء میں فجی مسلم لیگ (FML) کا قیام عمل میں آیا۔ اس نے مختلف مقامی سوسائٹیوں کو منظم کرنے کے لیے ایک منتخب مرکزی جماعت کے قیام کے لیے جدوجہد شروع کی۔ فجی مسلم لیگ کی سوا اسلامک سوسائٹی نے قائم کیا۔ اس کے قیام کے بعد ناصوری اور با کی میں بھی اسلامک سوسائٹیاں قائم ہوگئیں۔ ۱۹۴۳ء میں فجی مسلم لیگ فجی کے مسلمانوں کی انتہائی مضبوط، منظم، نمائندہ جماعت بن گئی۔ اسے مضبوط و منظم بنانے میں ...حسن اور سید حسین اور مولوی ... خان نے نمایاں خدمات انجام دیں۔ فجی مسلم لیگ کے پہلے صدر ... اس کے بعد اس نے قوت حاصل کی۔ اس کا قیام ... تھے۔ ۱۹۵۵ء میں اس کے آئین میں چند ضروری ترامیم کی گئیں جن کے تحت مقامی تنظیمیں مرکزی لیگ بن گئیں۔ اس طرح آسٹریلیا کے مقابلے میں ... ان نظام کی مرکزیت زیادہ منظم ہوگئی۔ اس لیگ کے سب سے پہلے صدر ... کے شیرازی تھے۔ آج فجی لیگ کی ۱۶ شاخیں ہیں۔ ان شاخوں کی تمام جائیدادیں اور ۱۸ فنڈ لیگ کی ملکیت سمجھے جاتے تھے۔ لیگ کے زیر اہتمام اب تک یعنی ۱۹۹۹ء میں ۲۶ سالہ ۳۰ پرائمری اسکول اور ۲۹ ثانوی تعلیم کے اسکول قائم ہیں جن میں ... ہزار سے زائد طلبہ تعلیم پا رہے ہیں۔

فجی مسلم لیگ نے شروع ہی سے مسلمان بچوں کیلئے جدید اسکول قائم کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔ سب سے پہلا پرائمری اسکول ناصوری میں ۱۹۲۸ء میں قائم ہوا اور اس کے بعد پہلا سیکنڈری اسکول بھی اسی شہر میں قائم ہوا۔ پھر ان اسکولوں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہوا۔ اب شہری طلبہ کی تعداد بھی بڑھی۔ اب فجی مسلم لیگ کی کوشش ہے کہ مسلمان طلبہ کے لیے کالج اور یونیورسٹیوں کی تعلیم کا بھی بندوبست ہو جائے۔

فجی مسلم لیگ تمام اسلامی اداروں کی مالی امداد کرتی ہے۔ اپنے تعلیمی پروگرام کی مد میں یہ حکومت کی طرف سے مالی امداد بھی وصول کرتی ہے جبکہ اس کی تمام سرگرمیوں کے سلسلے میں اسے مسلم برادری کی طرف سے چندوں کی صورت میں مالی امداد ملتی ہے۔ فجی مسلم لیگ کا دوسرا اہم ہدف تمام برادری میں دینی تعلیم پھیلانا اور اس کا فروغ ہے۔ اس مقصد کے لیے فجی کے مسلم طلبہ کو مسلم ممالک کی یونیورسٹیوں میں بھیجا جاتا ہے۔ ہندستان اور پاکستان سے خصوصی طور پر معقول مشاہرے پر دینی تعلیم دلانے والے بلائے جاتے ہیں۔ فجی مسلم لیگ نے ایک "امام اسکول" بھی قائم کر رکھا ہے۔ اس نے برادری کے مختلف امور کی انجام دہی کیلئے شعبے قائم کر رکھے ہیں۔ مثلا آف اسلامک افیئرز، بورڈ آف ٹرسٹی، فیڈریشن آف اسلامک کلچر، مسلم ویمن اسلامک لیگ، مسلم یوتھ لیگ، فجی کی عورتوں کی انجمن جہاں ہر جگہ ... کی نمائندہ انجمن مسلمان عورتوں کے مسائل پر ... کام کرتی ہے۔ یہ فجی مسلم لیگ کا ایک ... یوتھ "مسلم یوتھ لیگ" ہے۔

مسلم برادری کو جس مسئلے کا سامنا ہے، انھیں ہندی نسل کی ایک چھوٹی اقلیت سمجھا جاتا ہے جبکہ مسلمانوں کا اصرار ہے کہ انھیں ہندی نسل کی اقلیت سمجھنے کے بجائے فجی کے مختلف نسل لوگوں کی ایک متحدہ مذہبی اکائی سمجھا جائے۔ بعض مسلمان اس پر بھی زور دیتے ہیں کہ انھیں عیسائیوں اور ہندوؤں سے الگ ایک قومی حیثیت سے جانا جائے۔

بہرحال فجی کے مسلمان وہاں کے دیگر باشندوں کے مقابلے میں زیادہ غریب ہیں۔ ان کے اندر عظمت کا احساس ہے لیکن وہ اپنی شناخت اور مستقل مقام بنائے رکھنا ہے۔ مسلمان مختلف اداروں میں بھی شامل ہیں اور پارلیمان میں ان کی نمائندگی ہے۔ وہاں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت، عید میلاد کی ایک سرکاری تہوار کی حیثیت سے منایا جاتا ہے۔ یعنی اس دن عام تعطیل ہوتی ہے۔

۱۹۹۰ء سے تو پوال فجی کے مسلمانوں کے معاملات میں دلچسپی لینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس وقت وہاں تقریباً ۲۰ سے زائد مسجدیں ہیں ... ایک جامع مسجد ... اسلامی ممالک سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ ہندستان، پاکستان، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور ... کی مسلم تنظیموں تک رسائی ہو رہی ہے۔ (ش۔ع)

ہفت روزہ **الجمعیۃ** نئی دہلی

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اقلیتوں کے بنیادی حقوق سے متعلق
سپریم کورٹ کی آئینی بینچ کے سامنے ایک اہم سوال

چیف جسٹس آف انڈیا مسٹر بی این کرپال کی صدارت میں سپریم کورٹ کی آئینی بینچ ان دنوں اقلیتوں سے متعلق اہم معاملات کی سماعت کر رہی ہے۔ اس آئینی بینچ کے سامنے موضوع سے متعلق دو سو درخواستیں ہیں۔ سپریم کورٹ کی اس آئینی بینچ کو ان درخواستوں پر غور کر کے مندرجہ ذیل امور پر فیصلہ کرنا ہوگا۔

○ اقلیت کا مفہوم ○ مذہب کی تعریف ○ اقلیتوں کے تعلیمی حقوق اور ان کی نوعیت ○ اقلیتی اداروں میں مرکزی یا صوبائی حکومتوں کی مداخلت ○ اقلیتوں کو اپنے ادارے قائم کرنے اور انھیں چلانے کی آزادی کا حق ○ اقلیتی اداروں میں داخلوں کی حدود وغیرہ — اس طرح گویا سپریم کورٹ کی اس آئینی بینچ کو اقلیت اور مذہب کی تعریف کے ساتھ ساتھ یہ فیصلہ بھی کرنا ہے کہ دستور ہند میں اقلیتوں کو جو تعلیمی، لسانی اور مذہبی تحفظات عطا کیے گئے ہیں ان کی حدود کیا ہیں۔ یہ ایک نہایت اہم مسئلہ ہے اور بیک وقت کئی اہم باتیں اس میں زیر بحث آگئی ہیں، جنھوں نے اصل مسئلہ کی نوعیت ہی تبدیل کر دی ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ سپریم کورٹ کی اس آئینی بینچ کے سربراہ خود چیف جسٹس ہیں۔ اس مسئلہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ گذشتہ تین دہائیوں کی عدالت وانصاف کی تاریخ کا یہ دوسرا موقع ہے جب ملک کی سب سے اعلیٰ عدالت کی گیارہ رکنی آئینی بینچ کسی معاملہ کی سماعت کر رہی ہے۔

اس وقت سپریم کورٹ کی آئینی بینچ جس اہم مسئلہ کی سماعت کر رہی ہے اس کے انتہائی دور رس اثرات مرتب ہوں گے اور اگر یہ کہہ دیا جائے کہ اس سے دستور کی موجودہ روپ ریکھا بھی متاثر ہو سکتی ہے تو شاید غلط نہ ہوگا اور یہی وجہ ہے کہ اس مسئلہ میں کورٹ نے ممتاز ماہرین قانون کی رائیں بھی طلب کی ہیں۔

اس مسئلہ سے متعلق درخواستیں ایک طویل عرصے سے عدالت میں داخل کی جاری تھیں جن پر غور کرنے اور فیصلہ کرنے کے لیے سپریم کورٹ کی یہ آئینی بینچ تشکیل دی گئی ہے۔

اس آئینی بینچ کے سامنے سب سے اہم مسئلہ دفعہ ۲۹ (۲) اور دفعہ ۳۰ کی وضاحت وتشریح سے متعلق ہے۔ یہی وہ دفعات ہیں جن کے ذریعے دستور ہند نے اقلیتوں کو یہ حق دیا ہے کہ وہ اپنے ادارے قائم کرنے اور اپنی حسب منشا انھیں چلانے کی مجاز ہیں۔ یہی وہ دفعات ہیں جو اقلیتی اداروں میں حکومت کی مداخلت کا راستہ روکے ہوئے ہیں۔ خاص طور پر موجودہ دور میں جب ملک پر حکمرانی ایسے لوگ کر رہے ہیں جو سرے سے اقلیتوں کے وجود کے ہی مخالف ہیں چہ جائیکہ وہ ان کے کسی طرح کے حقوق کی پاسداری کا فریضہ انجام دیں۔ یہ بھی حالات کی ستم ظریفی ہی ہے کہ سپریم کورٹ کی اس آئینی بینچ کے سامنے ہماری موجودہ مرکزی حکومت نے جو موقف پیش کیا ہے وہ بالکل اس کے برعکس ہے جس پر اب تک عمل ہوتا رہا ہے۔ سالیسٹر جنرل ہریش سالوے نے آئینی بینچ کے سامنے حکومت کا موقف واضح کرتے ہوئے کہا ہے کہ جن اقلیتی اداروں کو کسی بھی صورت میں سرکاری امداد ملتی ہے ان میں اقلیتی فرقہ کے طلباء کو داخلوں میں کوئی ترجیح نہیں دی جا سکتی۔ انھوں نے دستور کی دفعہ ۲۹ (۲) کی وضاحت کرتے ہوئے صاف صاف کہا کہ اس دفعہ کے تحت ترجیح دینے کی اجازت نہیں دی گئی ہے۔ مسٹر سالوے کا یہ بھی کہنا ہے کہ دستور میں کہا گیا ہے کہ "کوئی بھی حق مکمل نہیں ہوتا" اس لیے اقلیتوں کو تعلیمی اداروں کے قیام اور ان کو چلانے کا جو حق دیا گیا ہے وہ بھی مکمل نہیں ہے۔ سالیسٹر جنرل نے زور دے کر کہا ہے کہ جس بات کا اطلاق امداد یافتہ اداروں پر ہوتا ہے سرکاری تعلیمی اداروں پر بھی اس کا یکساں اطلاق ہوتا ہے۔ مسٹر ہریش سالوے نے آئینی بینچ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ عدالت کو یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ دفعہ ۲۹ (۲) کا اطلاق سرکاری امداد یافتہ اور غیر امداد یافتہ تعلیمی اداروں پر یکساں طور پر ہوتا ہے۔

سالیسٹر جنرل مسٹر ہریش سالوے نے جو موقف بیان کیا ہے وہ بالکل وہی ہے جسے سنگھی حلقوں کی طرف سے بار بار دہرایا جاتا رہا ہے۔ سنگھ پریوار کا بھی یہی کہنا ہے کہ اقلیتوں کو رعایت دینا ان کی منہ بھرائی کرنا ہے۔

یہ بات خوش آئند ہے کہ ملک کے ماہرین کی جو رائیں اب تک سپریم کورٹ کی آئینی بینچ کے سامنے آئی ہیں ان پر قدر مشترک کے طور پر یہ بات نمایاں نظر آرہی ہے کہ اقلیتوں کو دستور کے ذریعے جو تحفظات حاصل ہیں وہ ان کے ساتھ کوئی رعایت نہیں بلکہ یہ ان کا حق ہے جو دستور ہند کی دفعہ ۳۰ کے ذریعے انھیں دیا گیا ہے۔ اٹارنی جنرل مسٹر سولی سوراب جی نے تو انتہائی صفائی کے ساتھ آئینی بینچ کے سامنے حکومت کے موقف کے علی الرغم موقف اختیار کرتے ہوئے ۲۵ صفحات پر مشتمل اپنے بیان میں کہا کہ دستور نے اقلیتوں کو اپنے تعلیمی ادارے قائم کرنے اور انھیں آزادانہ طور پر چلانے کا مکمل اختیار دیا ہے۔ اس کیلئے انھوں نے دفعہ ۳۰ کا حوالہ دیا اور کہا کہ حالانکہ دستور میں دیا گیا کوئی بھی بنیادی حق مکمل نہیں ہوتا تاہم اقلیتوں کی جانب سے قائم کیے گئے تعلیمی اداروں میں کوئی بھی بیرونی ایجنسی مداخلت نہیں کر سکتی۔ مسٹر سوراب جی نے کہا کہ دستور میں اپنے تعلیمی اداروں کے قیام اور ان کو چلانے کا جو حق اقلیتوں کو دیا گیا ہے وہ کوئی رعایت نہیں ہے جسے جب چاہے من مانے طریقے سے واپس لیا جا سکے۔ بلکہ یہ اقلیتوں کا حق ہے کہ جسے کوئی بھی حکومت واپس نہیں لے سکتی اور اقلیتوں کو یہ حق صرف اس لیے دیا گیا ہے کہ اکثریت کی من مانی کی وجہ سے کہیں وہ تعلیم کے حق سے محروم نہ ہو جائیں۔ مسٹر سوراب جی نے زور دے کر کہا کہ اقلیتی اداروں میں کسی بھی طرح کی کوئی مداخلت کی جاتی ہے تو وہ دستور ہند کی دفعہ ۳۰ کی کھلی خلاف ورزی ہوگی کیونکہ دفعہ ۳۰ کے تحت کسی کی بھی مداخلت کی کوئی اجازت نہیں ہے۔ مسٹر سوراب جی نے دفعہ ۳۰ کی مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ اقلیتی اداروں کو اپنے اداروں میں ۵۰ فیصد سیٹیں اپنے فرقہ کے لیے محفوظ رکھنے کا حق حاصل ہے اور اگر وہ چاہیں تو وہ اپنے اداروں میں اپنے فرقہ کے علاوہ کسی دوسرے کو داخلہ کی اجازت نہ دیں۔ تاہم ایسی صورت میں تعلیمی سہولیات کے لیے دیا جانے والا فنڈ داخلوں میں اقلیت کی ترجیح پر آئی حیثیت سے ... [illegible] انھوں نے یہ بھی کہا کہ دستور کی دفعہ ۳۰ کے تحت دیے گئے حقوق کا استعمال کرتے ہوئے ایک مخصوص تعلیمی ادارہ کسی دوسرے فرقہ کے طالب علم کو ... [illegible]

ہونے کی وجہ سے داخلہ میں داخلہ نہیں دیتا تو اس کو مذہب کی بنیاد پر امتیازی سلوک کا معاملہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ایڈیشنل جنرل مسٹر سوراب جی نے یہ بھی واضح کیا کہ اقلیتی فرقہ کے تعلیمی اداروں کو امداد دینے کے ساتھ ایسی شرائط نہیں جوڑی جا سکتیں جس سے انتظام میں ان کی خود مختاری کے حقوق متاثر ہو رہے ہوں۔

ابھی سپریم کورٹ میں اس موضوع پر بحث جاری ہے اور امید ہے کہ یہ بحث کافی طویل ہوگی اس لیے کہ حکومت اس بات پر بضد ہے کہ اقلیتی اداروں کو ان کی آزادی اور خود مختاری سے محروم کر دیا جائے۔ خراب حکمت یہ معاملہ فاضل عدالت کے روبرو ہے جس سے ہم بجا انصاف کی امید ہے اور حالانکہ اس وقت ہم اس پر کوئی تبصرہ کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں اس لیے کہ یہ معاملہ عدالت میں زیر غور ہے، مگر یہ بات ہے کہ ہم اسے ہر مرحلہ میں بغور دیکھ رہے ہیں اور آئینی بینچ تک اگر ہماری آواز پہنچ سکے تو یہ ضرور کہنا چاہیں گے کہ وہ سب سے اچھے طریقہ سے مسئلہ کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لے اور متعلقہ تمام فریقوں کا نقطہ نظر معلوم کر کے کوئی فیصلہ کرے۔ اس کے ساتھ ساتھ اقلیتوں بالخصوص مسلمانوں اور ان کی تنظیموں کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنا نقطہ نظر کا اچھی طرح سے جائزہ لے کر اپنا نقطہ نظر معزز عدالت کے سامنے پیش کریں اس لیے کہ فیصلہ آ جانے کے بعد پھر کچھ ہونے والا نہیں ہے۔ شاہ بانو کیس کی مثال ہمارے سامنے ہے کہ جب سپریم کورٹ اس مسئلہ پر بحث کر رہا تھا اس وقت ہم سوئے رہے اور جب فیصلہ اسلامی شریعت کے خلاف آیا تو ہم نے شور مچایا اور احتجاج شروع کر دیا جس کی وجہ سے ... [illegible] حکومت اس کے مطابق ایک جدید قانون لائی لیکن مقصد حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکی۔ ... [illegible] اس وقت بیدار ہوں جب ان کا قانونی طور پر باقی رہنا مشکل ہو جائے۔

... [illegible] حقوق کی ... [illegible] اور ... [illegible] ہونے والے حقوق کی کوئی قوم یا ملت حفاظت نہ کر سکے تو یہ قانون فطرت ہے کہ اسے ہمیشہ کے لیے اس حق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ ◻◻

جواہر القرآن

حضرت شیخ الہندؒ

سورہ ہود: ۱۱
ترجمہ آیات: ۶۲

○ بولے اے صالح تجھ سے تو ہم کو امید تھی اس سے پہلے کیا تو ہم کو منع کرتا ہے کہ پرستش کریں جن کی پرستش کرتے رہے ہمارے باپ دادے اور ہم کو تو شبہ ہے اس میں جس کی طرف تو بلاتا ہے ایسا کہ دل نہیں مانتا [1]

فوائد: ——— علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

[1] [illegible]

انوار احادیث

مسجد قبا میں نماز

حضرت سہل بن حنیف انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ... [illegible]

جموں وکشمیر کے لئے واجپئی حکومت کی نئی پہل

کیا نیشنل کانفرنس کا مکھوٹا ثابت ہوگی؟

اپنی گمراہ پالیسیوں سے مرکز کی قومی جمہوری اتحاد کی حکومت پہلے سے ہی پیچیدہ مسئلہ کشمیر کو مزید الجھا دینے والے اور پیچ ڈالنے پر آمادہ نظر آ رہی ہے۔ [illegible] سال تک عوام سے کئی [illegible] مقبول ثابت ہوئی نیشنل کانفرنس حکومت کو باہر سے ایک وحدت کیلئے اقتدار پر قابض کرنے میں واجپئی حکومت پوری سرگرمی کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ یہ پہل خطرات سے بھرا ہوا ہے لیکن [illegible]

کرنے کے لئے مجبور کر رہے ہیں۔ ایسی ہی مجبوریوں کی وجہ سے وزیر اعظم اٹل بہاری واجپئی گذشتہ دو سال میں کشمیر پر کئی مرتبہ اور کئی طرح کی کوشش کر چکے ہیں لیکن ان کی حکومت کے ایسے ہر قدم پر فطری شک اٹھ کھڑا ہوا ہے۔

جولائی ۲۰۰۰ میں جموں کشمیر اسمبلی کی پاس کردہ خود مختاری کی تجویز کو ٹھکرانے کے بعد واجپئی حکومت نے حزب المجاہدین کے وادی کشمیر میں موجود لیڈروں سے فائربندی کا اعلان کروانے میں کامیابی حاصل کر لی تھی۔ یہ پہل ایک خاص سنجیدہ بات تھی۔ حزب المجاہدین وادی میں سرگرم سب سے بڑی شدت پسند اور علاحدگی پسند تنظیم رہی ہے اور اگر اس وقت اس سے گفتگو کا سلسلہ شروع ہو جاتا تو اس کے بہتر نتائج سامنے آ سکتے تھے لیکن دونوں طرف سے ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے وہ پہل بیکار ہو گئی [illegible]

[illegible]

گودھرا حادثہ کے لئے نام نہاد کارسیوکوں کا طوفان بدتمیزی بھی ذمہ دار

واردات کی جانچ کرنے والے ایک کرائم برانچ افسر کی رپورٹ

[illegible]

لکھنؤ کے ۲ لاکھ رام سیوکوں نے آدمی اینڈ ایک جوان کو ڈبہ سے باہر پھینک دیا گیا

[illegible]

میزان

یہ کرسی منحوس تو نہیں

مسعود سہروردی

جو نائب وزیر اعظم کی کرسی کہیں سے آئی؟ آئین میں اس کا ذکر نہیں ملتا۔ تو اس سے کیا ہوا؟ ایسی کرسی ہے، جب ضرورت ہوئی تو رکھ دی گئی۔ جب ضرورت نہیں تو اٹھالی گئی۔ کرسی اٹھانے اور بنانے میں کتنی دیر لگتی ہے؟ جو بھی آئین کی بات ہے تو کتاب میں ہے۔ اس میں نائب وزیر اعظم کی کرسی کا ذکر نہیں، لیکن ممانعت بھی تو نہیں۔ آپ اسے برا کیا نہیں کہہ سکتے۔

شری لال کرشن اڈوانی کے لئے یہ کرسی [illegible] ان کے لئے یہ فاصلہ کرسی کیوں رکھی گئی؟ نہ یہ فاصلہ ہے نہ فضول۔ نائب وزیر اعظم کی کرسی پر بیٹھنے سے پہلے ان کے ہاتھ میں کم نہ تھے، اب اور زیادہ لمبے دکھائی دیتے ہیں۔ ان کی پہنچ اور رسائی پہلے سے بہت زیادہ ہوگئی ہے۔ سنگھ پریوار والے اڈوانی جی کے ہاتھوں کو مضبوط کرتے ہیں۔ اقتدار میں اس کے محور میں اڈوانی جی کے [illegible] کا دخل [illegible]

[illegible]

سردار ولبھ بھائی پٹیل، سردار جی ڈی پال، چودھری چرن سنگھ، جگ جیون رام، دیوی لال، بی۔ چوان اور چودھری دیوی لال۔ یہ سب کسی سبب کی وجہ سے نائب وزیر اعظم بنائے گئے اور اپنے نام کے ساتھ یہ منصب جڑ جانے کے بعد بھی مطمئن نہیں رہے۔ کسی حد تک تو شری لال کرشن اڈوانی بھی مطمئن ہیں، قومی جمہوری اتحاد کے ان حلیفوں کے لئے، جو سیکولرزم کی جھوٹی قسم کھاتے ہیں مگر اڈوانی جی کے افکار اور اعمال کی بدولت ان کی عقل شل ہو جاتی ہے۔ اڈوانی جی بڑا مسئلہ ملک کے جمہوری سیکولر آئین کیلئے ہیں۔ سیکولر جمہوری قدروں کی پامالی کے وہ صرف تماشائی نہیں [illegible]

نائب وزیر اعظم کا خطاب پانے سے پہلے وہ ملک کے وزیر داخلہ [illegible] اور اب بھی ہیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ اس منصب کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

روزگار کے لئے کمپنی سیکریٹری بنئے

[illegible]

آئی سی ایس آئی

اس ادارے کی تشکیل چارٹرڈ سیکریٹری ایکٹ ۱۹۸۰ء کے تحت ہندوستان میں سی ایس کو ایک پیشے کے طور پر فروغ دینے اور اس کے انتظام کے مقصد سے کیا گیا تھا۔ [illegible]

(باقی صفحہ ۔۔۔ پر)

عالم اسلام

... پارٹی کو قومی حکومت کی طرف سے بات چیت کی دعوت

[illegible]

شام کے اسلحہ جاتی ترکی ...

[illegible]

مراقش میں قیدیوں کو عام معافی

[illegible]

افغان ...

[illegible]

... ایران عراق ...

[illegible]

ہندوستان میں

فرقہ پرست ہندو تنظیموں کو یوروپ سے ملنے والے امریکی ڈالر

انڈس انٹرپرینیرس کے چیئرمین جے...

امریکہ میں ان دنوں ... شدت پسند ہندوؤں کے حلقے کا نشانہ بنے ہوئے ہیں ... Indus Entrepreneurs ...

[illegible]

ولفرڈ براکاش کے دعوے کے برخلاف تحقیقات سے پتہ چلتا ہے کہ آئی ڈی آر ایف جن تنظیموں کو امداد فراہم کرتا ہے ان میں چند کے ناقابل تردید تعلقات آر ایس ایس سے ہیں۔

[illegible]

گجرات کے اسمبلی انتخابات

مودی...

[illegible]

نائب ص...

اما اور ممتا کی

[illegible]

عالمی خبریں

... ڈاکٹر

شمالی انگلینڈ کے ایک قاتل ڈاکٹر ہیرالڈ شپ مین کو ملک کا سب سے بڑا سیریل کلر قرار دیا گیا ہے۔ [illegible] مریضوں کے قتل کا الزام ہے جن میں ۲۳۶ مریضوں کے قتل کا الزام ثابت ہو چکا ہے۔ [illegible] کے مطابق اس حساب سے کم سے کم ۱۹۲ مریضوں کو قتل کیا ہے۔ اس نے ہیروئن کا انجکشن لگا کر مریضوں کو ان کے مرض سے نجات دلائی تھی۔ ڈاکٹر کو عمر قید کی سزائیں سنائی گئی ہیں۔

چین نے تبت کے سیاسی قیدی کو جلاوطن کیا

چین نے تبت کی آزادی کے لیے کام کرنے والے سیاسی قیدی کو امریکہ جلاوطن کر دیا ہے۔ [illegible]

یوگنڈا میں ۳۰ باغی مارے گئے

[illegible]

امریکی امن فوج عالمی عدالت کے دائرے سے باہر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

... نفرت پھیلانے پر خرچ کئے جارہے ہیں

کنول ریکھی کا تجزیاتی مضمون

ہوا اس کا کیا طریقہ ہے۔ آخر کار کہنا ہے کہ اس خط کے جواب میں انہیں ۲۳ مارچ ۱۹۹۸ کو وی ایچ پی کے آل انڈیا جنرل سکریٹری [illegible] کی جانب سے ایک خط ملا۔ جس میں [illegible] کی تنظیم کو قبائلیوں، دیہاتیوں اور دلتوں میں [illegible]

[illegible]

> آئی ڈی آر ایف جیسی تنظیموں کی مخالفت کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ یہ تنظیمیں سیکولر اور غیر سیاسی تنظیموں کی حیثیت سے اپنا تعارف کراتی ہیں جبکہ ان کا براہ راست تعلق ہندو تنظیموں سے ہے۔

[illegible]

... گلے کی ہڈی بنتے جارہے ہیں

[illegible]

... کا انتخاب

... جے پی خوفزدہ

[illegible]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فطری ذوق عبادت

عبادت میں ایک کیف و روح کی غذا اور ہر قلب سلیم کے لیے آرام اور سکون کا وسیلہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس باب میں جو حال تھا اس کا کچھ اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید کا نزول جب شروع بھی نہیں ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عبادت کا کوئی طریقہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں بتلایا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے اندرونی جذبے اور تقاضے سے مجبور ہو کر سب سے الگ اور یکسو ہو کر مکہ کی آبادی سے کافی فاصلہ پر جبل نور کی بہت اونچی ایک چوٹی کے غار میں جا جا کر عبادت کیا کرتے تھے۔ صحیح مسلم وغیرہ میں آغاز نبوت کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی مفصل روایت ہے۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ آپ سب سے یکسو ہو کر غار حرا میں کئی کئی دن معتکف رہتے تھے۔ اور اس تنہائی کے عالم میں صرف اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ یہاں تک کہ کبھی کبھی کئی کئی دن کے بعد گھر تشریف لاتے تھے۔

میرے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذوق عبادت کا اندازہ کرنے کے لیے نبوت اور نزول قرآن سے پہلے کا آپ کا یہ معمول ہی کافی ہے۔

اس کے بعد نبوت کا دور شروع ہو گیا اور رسالت کی ذمہ داریاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر عائد ہو گئیں۔ جن کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وقت کا بڑا حصہ درکار تھا۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو اب امت کے لیے بلکہ قیامت تک کی پوری انسانی نسل کے لیے اسوہ اور نمونہ بھی بننا تھا، اس لیے اب اس کی تو گنجائش نہیں رہی کہ سب سے الگ تھلگ رہ کر حرا جیسے کسی غار میں ہر وقت اپنے پروردگار کی یاد اور عبادت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مصروف رہیں۔ چنانچہ اس کے بعد وحی الٰہی کی رہنمائی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا ایک ایسا معتدل اور متوازن نظام قائم ہو گیا جس کے ساتھ سارے ضروری کام بھی انجام پاتے رہیں اور امت کے لیے اس کی تقلید اور پیروی میں زیادہ زحمت اور مشقت بھی نہ ہو۔ دیکھنے والا اگر صحیح نظر رکھتا ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اس کو ایک نہایت جامع اور حسین و متوازن پیغمبرانہ زندگی نظر آئے گی۔ جس میں نماز، روزہ، اعتکاف، صدقات، قربانی، حج و عمرہ اور اذکار و دعوات جیسی تمام عبادات اپنی اپنی جگہ مختلف رنگ و بو رکھنے والے انتہائی حسین و جمیل پھولوں کی طرح درخشاں ہیں۔ پھر ان سب میں چونکہ نماز سب سے اہم اور اکمل ہے۔ اس لیے آئیے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی کچھ باتیں کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کو نماز میں جو کیفیت اور لذت حاصل ہوتی تھی اور روح پاک کو جو لطیف و لذیذ غذا ملتی تھی ظاہر ہے کہ اس کا ادراک و احساس تو انھیں بندگان خدا کا حصہ ہے جنھوں نے اس دولت سے کوئی حصہ پایا ہو اور اس کا کچھ ذائقہ بھی چکھا ہو "ذوق ایں مے نہ شناسی بخدا تانہ چشی"۔ لیکن ہم جیسے لوگ بھی "قرۃ عینی فی الصلوٰۃ" اور "قم یا بلال فارحنا بالصلوٰۃ" جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے اس کا کچھ نہ کچھ اندازہ کر ہی سکتے ہیں۔ جو خوش نصیب بندے اس دولت سے کچھ بہرہ ور ہوئے ہیں انھوں نے اپنی یافت اور اپنے تجربے کے مطابق اس اجمال کی تفصیل بھی اپنے کلمات میں کی ہے۔ مثلاً امام ربانی مجدد الف ثانیؒ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں "نماز اسعد کی ساعت دو چار ان است "ارحنی یا بلال" رمز ہست ازیں ماجرا "و قرۃ عینی فی الصلوٰۃ" اشارہ است بایں تمنا... صلی کہ از حقیقت نماز آگاہ است وقت ادائے صلوٰۃ گویا از نشاءٔ دنیوی بر آید و در نشاءٔ [illegible] در آید ... لاجرم در آں وقت ... آخرت است لہٰذا ... (مکتوب ۲۶۱ جلد اول)

(نماز یا ران عشق و محبت کا سکون و آرام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "ارحنی یا بلال" میں اسی طرف اشارہ ہے اور "قرۃ عینی فی الصلوٰۃ" میں بھی اسی آرزو کا اظہار ہے۔ جو نمازی نماز کی حقیقت سے آشنا ہے وہ نماز ادا کرتے وقت گویا اس دنیا کے دائرہ سے نکل کر ایک دوسرے عالم میں پہنچ جاتا ہے۔ پھر اس کو اس دولت کا ایک حصہ مل جاتا ہے جو آخرت کے ساتھ مخصوص ہے۔ یعنی "اصل" سے شاید "قلیلہ"...) [illegible]

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: تم میں سے کوئی جب نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ سے وہ اپنے دل کی باتیں کرتا ہے۔ (صحیح بخاری)

اس حدیث میں جس کیفیت کو "مناجی ربہ" کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یقیناً اس کا اعلیٰ ترین درجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی حالت میں حاصل ہوتا تھا۔ اور غور کرکے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ جو ہر چیز سے زیادہ پیارے اپنے رب سے اس بلاواسطہ خطاب اور مکالمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسی لذت اور حلاوت ملتی ہوگی۔ اس کیفیت کے سمجھنے میں بھی امام ربانی ہی کا ایک اشارہ ہماری کچھ رہنمائی اور مدد کرسکتا ہے۔ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

باید دانست کہ رتبۂ نماز در رنگ رتبۂ رؤیت است در آخرت، نہایت قرب در دنیا در نماز است و نہایت قرب در آخرت در رؤیت۔ (مکتوب ۱۷ جلد دوم)

(معلوم ہونا چاہیے کہ دنیا میں نماز کا درجہ و مقام وہی ہے جو آخرت میں دیدار الٰہی کا ہے اس دنیا میں بندہ کو مولا کا انتہائی قرب نماز ہی میں حاصل ہوتا ہے اور آخرت میں انتہائی قرب دیدار کے وقت نصیب ہوگا)

لہٰذا کہہ سکتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس ذوق و شوق کا اندازہ اس سے بھی کیا جاسکتا ہے کہ آخرت سے پہلے ... میں اور بندہ کو ... نماز ... [illegible] آپ صلی اللہ علیہ

نعت

[illegible]

عبدالمنان آصف بستوی
خادم مدرسہ ... [illegible]

تحریر: حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رح

وسلم نے ان موذیوں کے حق میں بد دعا نہیں فرمائی۔ بلکہ ان کی ہدایت اور انجام بخیری کی دعا کی لیکن غزوۂ احزاب میں جب دشمنوں نے ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز عصر پڑھنے کی مہلت نہ دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ نماز اس دن قضا ہو گئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا اتنا صدمہ ہوا ... ان کے حق میں بد دعا کی ... حدیث کی کتابوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا کے الفاظ یہ نقل کیے گئے ہیں:

حبسونا عن صلوٰۃ الوسطیٰ صلوٰۃ العصر ملأ اللہ بیوتہم و قبورہم نارا (بخاری، مسلم)

ان لوگوں نے ہمیں آج عصر کی نماز نہیں پڑھنے دی، اللہ ان کے گھروں اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے۔

نماز میں روح پاک کو جو لذت اور حلاوت ملتی تھی، اس کا اندازہ کرنے کا ایک راستہ یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے صحابہ کرام کی جو حالت تھی اس کو سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ اس سلسلہ کے بہت سے قابل ذکر واقعات میں سے صرف ایک واقعہ یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔ ... اس طرح ذکر کیا گیا ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوہ میں خطرہ کے ایک موقع پر رات کو پہرہ دینے کے واسطے دو صحابیوں کو متعین فرمایا۔ ان میں سے ایک مہاجر تھے دوسرے انصاری۔ ان صاحبوں نے آپس میں رات کا وقت تقسیم کرلیا یعنی یہ کیا کہ ایک آدمی آدھی رات پہرہ دے اور دوسرا اس وقت سوئے۔ انصاری صحابی نے رات کے پہلے حصہ میں پہرہ دینا شروع کیا اور مہاجر ساتھی قرارداد کے مطابق سو گئے پھر ان انصاری بزرگ نے خیال کیا کہ جاگنے کے بجائے کیوں نہ کچھ نماز میں مشغول رہ کر یہ وقت گزارا جائے۔ چنانچہ انھوں نے نماز شروع کردی۔ دشمن کی جانب کا کوئی شخص آیا اور اس نے ... تیر مارا ... اور جب ... کوئی حرکت نہیں ہوئی ... تیر ... خون بہہ رہا ہے ... نماز میں مشغول رہے اور نماز پوری کرکے اپنے ساتھی کو جگایا۔ انھوں نے ... دیکھا کہ ... خون جاری ہے۔ انھوں نے پوچھا کہ تم نے مجھے شروع ہی میں کیوں نہیں جگایا، ان انصاری بزرگ نے جواب دیا کہ میں نے ایک سورۃ شروع کر رکھی تھی، میرا دل نہیں چاہا کہ اس کو ختم کرنے سے پہلے رکوع کروں۔ لیکن جب ... تو ... اور اس کی ... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہرہ داری کی جو خدمت ... میرے سپرد کی تھی وہ فوت ہو جائے گی۔ اس خیال سے میں نے رکوع کر دیا۔ اگر یہ خطرہ نہ ہوتا تو سورۃ ختم کرنے سے پہلے رکوع نہ کرتا اگرچہ مر ہی کیوں نہ جاتا۔"

تیر پہ تیر کھانے اور جسم سے خون کے فوارے جاری ہو جانے کے باوجود ان انصاری بزرگ کا نماز میں مشغول رہنا اور نماز ختم کرنے کا بھی ارادہ نہ کرنا۔ ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحبت یافتہ ہے جس کا انصاری خادم ... آپ کا ... [illegible]

دستور ہند میں اقلیتوں کو دیئے گئے تعلیمی حقوق رعایت نہیں حق ہے

سپریم کورٹ کی آئینی بنچ کے سامنے اٹارنی جنرل سولی سوراب جی کا بیان

اقلیتوں کے تعلیمی اداروں پر مرکز کے رویہ کے الٹ رخ میں موقف اختیار کرتے ہوئے اٹارنی جنرل سولی سوراب جی نے ۲۵ جولائی کو سپریم کورٹ کی فل بنچ کے سامنے اپنا موقف واضح کرتے ہوئے کہا ہے کہ اقلیتوں کو تعلیمی ادارے قائم کرنے اور ان کو چلانے کا دستور نے پورا پورا اختیار دیا ہے اور دفعہ ۳۰ کے تحت اقلیتوں کو اپنے تعلیمی ادارے قائم کرنے اور ان کو چلانے کا پورا حق حاصل ہے۔ سوراب جی نے چیف جسٹس بی این کرپال کی قیادت والی گیارہ رکنی دستوری بنچ کے سامنے یہ جواب داخل کیا ہے۔

گذشتہ ہفتہ مرکزی حکومت کی جانب سے پیش ہونے والے سالیسٹر جنرل ہریش سالوے نے کہا تھا کہ دستور میں کہا گیا ہے کہ کوئی بھی حق مطلق نہیں ہوتا ہے اقلیتوں کو تعلیمی اداروں کے قیام اور ان کو چلانے کا جو حق دیا گیا ہے وہ بھی مطلق نہیں ہے۔ جبکہ سوراب جی نے کہا ہے کہ حالانکہ کوئی بھی حق مطلق نہیں ہوتا ہم اقلیتوں کی جانب سے اپنے اسکولوں کو چلانے میں کوئی باہری ایجنسی مداخلت نہیں کر سکتی۔

عدالت میں پیش ہوتے ہوئے سوراب جی نے کہا کہ وہ یہاں اٹارنی جنرل کی حیثیت سے پیش ہوئے ہیں، حکومت کی حمایت یا اس کی مخالفت میں نہیں۔ انہوں نے کہا کہ سپریم کورٹ میں ہونے والی بحث میں یہ تسلیم کیا گیا تھا کہ دستور ہند میں کسی بھی بنیادی حق کو پوری طرح مطلق نہیں مانا جاسکتا لیکن یہ بات دفعہ ۳۰ پر لاگو نہیں ہوتی۔ انہوں نے کہا کہ اس لحاظ سے اقلیتی اداروں کو سرکاری کنٹرول سے آزاد ہونا چاہیے۔ انہوں نے وضاحت کی کہ [illegible] سالیسٹر جنرل اور ان کے درمیان کوئی اختلاف ہے [illegible]

مسٹر سوراب جی نے کہا کہ دستور میں اپنے تعلیمی ادارے قائم اور ان کو چلانے کا جو حق اقلیتوں کو دیا گیا ہے وہ کوئی رعایت نہیں ہے بلکہ ایک حق ہے جو ان کی مخصوص پوزیشن کے پیش نظر ان کو دیا گیا ہے [illegible]

مسٹر سوراب جی نے مزید کہا کہ ان اقلیتی اداروں کی انتظامیہ کنٹرول سے آزاد ہونی چاہیے تاکہ وہ اپنی مرضی اور معیار کے مطابق اپنے فرقہ کے مفادات کے پیش نظر تعلیمی ادارے قائم کر سکیں اور چلا سکیں [illegible]

[illegible]

انہوں نے مزید کہا کہ حکومت کے لیے یہ متبادل کھلا ہوا ہے کہ وہ ان تعلیمی اداروں پر [illegible]

[illegible]

گجرات کے فساد زدہ مسلمان جائیں تو جائیں کہاں؟

[illegible]



جمعیۃ علماء حلقہ انبالہ کی میٹنگ

۲۱ر جون بعد نماز جمعہ جمعیۃ علماء حلقہ انبالہ کینٹ کی ماہانہ کارگزاری میٹنگ زیر صدارت مولانا افتخار محمد اصغر قاسمی امام و خطیب جامع مسجد انبالہ کینٹ منعقد ہوئی جس کا آغاز قاری محمد اعظم مظاہری دارالعلوم اصغریہ دیوبند کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ کارگزاری رپورٹ قاری محمد نور شید عالم خاں شیر دلی ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء حلقہ ہریانہ کی طرف سے ناظم دفتر مولانا محمد اشتیاق قاسمی امام مدنی مسجد انبالہ کینٹ نے پڑھ کر سنائی جس میں فسادزدگان گجرات کی ریلیف کیلئے علاقہ سے وقت بوقت ہوا کے تعاون پر تفصیل روشنی ڈالی گئی ہے۔ جس کیلئے مولانا عبدالشکور صاحب، سید کمال الدین صاحب کی کارگزاری قابل تعریف وتحسین ہے۔ گذشتہ ماہ کے دوران حسب ذیل مقامات پر شاخیں قائم کرکے ان کے انتخابات کرائے گئے جو حسب ذیل ہیں۔

(۱) جمعیۃ علماء حلقہ کیسری کا انتخاب

صدر حافظ شکیل احمد امام و خطیب جامع مسجد کیسری، جنرل سکریٹری ڈاکٹر محبوب عرف کالا، خازن محمد شریف، نائب صدر کیسری، نائب ناظم محمد جمیل، سکریٹری کیسری ملیانت علی، شوکت علی ملک، محمد شوکت وغیرہ ممبر منتخب ہوئے۔

(۲) جمعیۃ علماء مجھروالی شاخ آباد

بندہ خان صدر، ظہور خان، عمر باحمد، روشن علی شاخ آباد کارکن، شاہد حسین صدر۔

(۳) قیام جمعیۃ علماء پنجلی مقتدر یات ہو، منیر پنجلی صدر، محمد شبیر پنجلی، ساحل نگر پنجاب، نائب صدر، وزیر الدین مینک کلرک پنجلی، ناظم اعلیٰ، شوکت، کیپو پور، نائب ناظم رحمان محمد علی سلیمی، عبدالستار، محمد اقبال سنگھی، محمد حکیم وغیرہ منتخب۔

(۴) مقتدر یات جمعیۃ علماء بشر بیرہ صدر گلزار، ناظم اعلیٰ زاہد حسین، محمد اصغر، دل اختیار، بابو خان، محمد یٰسین، سردار علی ملک بھیوان ممبر منتخب کئے گئے۔

منوہر لال زنگ الور کی شاہی جامع مسجد سیاست کا اکھاڑہ

الور، ۲۱ر جولائی۔ جمعہ کی نماز سے پہلے نمازیوں سے کھچا کھچ بھری جامع مسجد منوہر لال زنگ الور کے شاہی امام مولانا محمد حنیف صاحب دہلوی نے حسب معمول بیان فرمایا۔ اس کے بعد جب وہ منبر پر گئے اور انہوں نے نماز جمعہ کی نیت باندھ لی تو پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق مولانا کو مصلے سے کھینچ کر پیچھے کردیا اور ان کی جگہ مولانا محمد ابراہیم الوری مرحوم کے صاحبزادے مولانا محمد خالد صاحب کو مصلے پر کھڑا کردیا۔ جب مولانا محمد حنیف صاحب نے اس حرکت کی شکایت پولیس سے کی تو پولیس کے سپاہی جو مسجد میں کسی جگہ موجود تھے فوراً حرکت میں آئے اور پولیس ان سب کو پکڑ کر تھانہ لے گئے۔ مولانا محمد حنیف صاحب اور مولانا محمد خالد صاحب کو گرفتار کرکے لے گئے۔ ساری جماعت بغیر جمعہ پڑھے منتشر ہوگئی۔ صرف بیس پچیس آدمیوں نے کسی اور امام کے پیچھے جمعہ پڑھا۔ دونوں گرفتار شدہ مولوی حضرات نے تھانے میں نماز ظہر باجماعت پڑھی۔ مولانا محمد حنیف صاحب امام ہیں اور مولانا محمد خالد صاحب نے اقتدا کی جس سے یہ ثابت ہے کہ علماء کے مابین کوئی اختلاف نہیں تھا۔ سیاسی لوگ آپس میں جھگڑا ڈال کر اپنی سیاست چلا رہے ہیں۔ مولانا محمد حنیف صاحب شاہی امام جامع مسجد منوہر لال زنگ الور کی قربانیاں قومی، ملی و ملکی خدمات پورے علاقہ کے سامنے روز روشن کی طرح واضح ہیں۔ وہ علاوہ ازیں حضرت مولانا محمد ابراہیم الوری مرحوم کی طرح ایک مقام رکھتے ہیں جو سیاسی لیڈروں کو ایک آنکھ برداشت نہیں ہو رہا ہے۔ یہ لوگ اپنی لیڈری کے لیے ان کو خطرہ سمجھتے ہیں۔ اس وجہ سے ان سیاسی لوگوں نے مسجد کی انتہائی نازیبا ماحول کو تباہ کرتے ہوئے ان کو مصلے سے کھینچا۔ اس حرکت کو تشویش کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ تمام مسلم لیڈروں کا کہنا ہے کہ ہم مولانا حنیف کو جامع مسجد کا امام دیکھنا چاہتے ہیں۔ مسجد کو سیاست کے لیے استعمال نہیں ہونے دیں گے۔ ساتھ ہی چاہتے ہیں کہ مولانا محمد خالد صاحب جو مدرسہ اشرف العلوم جس کے ذمہ دار ہیں ان کو مولانا محمد حنیف صاحب جامع مسجد جیسی سیاسی اکھاڑہ سے الگ رہنا چاہئے۔ تمام علماء جمعیۃ حضرات کو جو اس امام کی طرف سے مولانا محمد حنیف صاحب کو جامع مسجد منوہر لال زنگ الور کی امامت پر بحال کرایا جائے۔

مدرسہ مصباح العلوم منڈانہ کا ششماہی امتحان اور تعلیمی اجتماع

منڈانہ ۲۰ جولائی ۲۰۰۲ء بروز منگل ۹ بجے مدرسہ مصباح العلوم منڈانہ (ضلع الور راجستھان) کے مہتمم مولانا مفتی محمد عابر صاحب قاسمی و ہمراہ ترجمہ حافظ جمیل احمد صاحب کی نگرانی میں مولانا محمد رمضان خاں صاحب کناٹھ، مولانا محمد خالد صاحب بڑودہ، مولانا جلال الدین صاحب بیرلا، حافظ محمد اسحاق صاحب گھروری کا، حافظ نور محمد صاحب جھرجری کے ہمراہ مدرسہ مصباح العلوم منڈانہ کا ششماہی امتحان لیا گیا۔ مدرسہ ہذا میں تقریباً ۸۵ طلبہ قرآن کریم، حفظ و ناظرہ، اردو دینیات اور فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھتے ہیں۔ سب ہی نے طلباء کی کامیابی کے نمبر دیکھ کر ان کی تعلیم و تربیت کی تعریف کی۔ مدرسہ ہذا میں بلند استعداد طلبہ کی کامیابی پر محنت اور توجہ دی ہیں۔ امتحان کے بعد امتحان میں اطمینان بخش رہا ہے۔

اس کے بعد ایک اجتماع کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں علاقہ خصوصی طور پر شریک ہوئے۔ پروگرام کا آغاز طلباء کی تلاوت کلام پاک سے ہوا اور نظم پڑھی گئی۔ مولانا رمضان صاحب نے تعلیم و تبلیغ پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ مولانا محمد خالد نے موجودہ حالات کے پیش نظر تعلیم و تبلیغ کے سلسلوں کو جاری رکھنے کے لیے جد و جہد کی ضرورت پر زور دیا۔ مدارس اسلامیہ کیلئے تمام آئے ہوئے حضرات سے تعاون کی اپیل کی۔ آخر میں مولانا محمد رمضان صاحب کی دعاء پر اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ مولانا حکیم عبدالسبحان صاحب صدر جمعیۃ علماء ضلع الور، مولانا حکیم محمد داؤد صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء ضلع الور بھی اجتماع میں شریک تھے۔

——— حکیم عبدالسبحان

صدر جمعیۃ علماء ضلع الور

جمعیۃ علماء ضلع الور کا انتخابی اجلاس

منڈانہ ۲۱ر جولائی۔ جمعیۃ علماء ضلع الور (راجستھان) کی جدید مجلس منتظمہ کا انتخابی اجلاس مدرسہ مصباح العلوم منڈانہ (ضلع الور) میں منعقد ہوا جس میں علاقہ کے ذمہ دار علماء و سرکردہ حضرات نے شرکت کی۔ اجلاس میں عہدیداران و اراکین کا حسب ذیل انتخاب عمل میں آیا:

۱۔ مولانا حکیم عبدالسبحان صاحب پنچ کرہ — صدر
۲۔ مولانا محمد رمضان صاحب کناٹھ — نائب صدر
۳۔ مولانا جلال الدین صاحب بیرلا — نائب صدر
۴۔ مولانا محمد داؤد صاحب حسن پور — نائب صدر
۵۔ مولانا حکیم محمد داؤد صاحب نائکول — ناظم اعلیٰ
۶۔ مولانا محمد خالد صاحب بڑودہ — ناظم
۷۔ حافظ جمیل احمد صاحب منڈانہ — ناظم
۸۔ مولانا شکیل احمد صاحب بھیا بیڑی — ناظم
۹۔ حافظ محمد اسحاق صاحب گھروری کا — خازن
۱۰۔ مفتی محمد عابر صاحب قاسمی منڈانہ — رکن
۱۱۔ مولانا مفتی محمد فاروق صاحب کشن گڑھ — رکن
۱۲۔ حافظ نور محمد صاحب جھرجری — رکن
۱۳۔ میاں جلال الدین صاحب کاریڑا — رکن
۱۴۔ ڈاکٹر یونس احمد صاحب تجارہ — رکن
۱۵۔ مولانا محمد الیاس صاحب مجھرولی — رکن
۱۶۔ ڈاکٹر جمیل احمد صاحب نائکول — رکن
۱۷۔ حاجی یٰسین صاحب گھوگھری — رکن
۱۸۔ میاں دین محمد صاحب، کوٹھ — رکن
۱۹۔ میاں محمود صاحب، بھٹھ کا — رکن
۲۰۔ مولانا شمس الدین صاحب نائکول — رکن
۲۱۔ عبدالرحمٰن صاحب، بھٹھاباس — رکن
۲۲۔ میاں شکیل احمد صاحب، جھرجری — رکن
۲۳۔ قاری محمد شبیر احمد صاحب، تجارہ — رکن
۲۴۔ جناب محمد عارف صاحب، کوٹھ — رکن
۲۵۔ مولانا حکیم محمد عثمان صاحب تجارہ — رکن

مجلس منتظمہ جمعیۃ علماء ہند کے دستور کے مطابق جمعیۃ علماء ضلع الور (راجستھان) کے منتخب صدر مولانا حکیم عبدالسبحان صاحب نے مجلس عاملہ کے لیے حسب ذیل اراکین منتخب فرمائے ہیں:

۱۔ مولانا حکیم عبدالسبحان صاحب — پنچ کرہ
۲۔ مولانا حکیم محمد داؤد صاحب — نائکول
۳۔ مولانا محمد رمضان صاحب — کناٹھ
۴۔ مولانا محمد خالد صاحب — بڑودہ
۵۔ مولانا مفتی محمد عابر قاسمی — منڈانہ
۶۔ مولانا شکیل احمد صاحب — بھیا بیڑی
۷۔ میاں محمود صاحب — بھٹھ کا
۸۔ حافظ محمد اسحاق صاحب — گھروری کا
۹۔ حافظ نور محمد صاحب — جھرجری
۱۰۔ مولانا شمس الدین صاحب — نائکول
۱۱۔ میاں دین محمد صاحب — کوٹھ

مدعوین خصوصی

۱۔ حاجی محمد یٰسین صاحب — گھوگھری
۲۔ حافظ محمد شریف صاحب — گھوگھری

ملک وملت بچاؤ تحریک کے لیے تیاریاں شروع، مشرقی یوپی میں سرگرمیاں تیز

نئی دہلی — ۳۱ر جولائی ۲۰۰۲ء

جمعیۃ علماء ہند کے صدر محترم امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنی مدظلہ نے کہا کہ ملک کی صورت حال بہت ہی سنگین اور نازک ہے، خاص طور سے اقلیتوں کے لیے حالات انتہائی دھماکہ خیز ہیں، ہر شعبہ زندگی میں مسلمانوں کی نمائندگی کا گراف انتہائی حد تک گر گیا ہے۔ دوسری طرف ان کو منصوبہ بند طریقے پر اقتدار کی سرپرستی میں معاشی، سماجی طور پر مفلوج کرنے کی مہم چل رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جمعیۃ علماء ہند اس صورت حال کو نظر انداز نہیں کرسکتی ہے، جمعیۃ کی مجلس عاملہ اور نمائندہ اجتماع کی منظوری اور فیصلے کے مطابق ۱۲ مطالبات میمورنڈم کے ساتھ وزیر اعظم کو بھیج دیا گیا ہے، جواب کے لیے ۱۵ر ستمبر کی آخری تاریخ مقرر کی گئی ہے۔ اگر وزیر اعظم کی طرف سے مقررہ تاریخ تک اطمینان بخش جواب نہیں ملا تو جمعیۃ پورے ملک میں منظم ملک گیر تحریک چلائے گی، اس سلسلے میں پورے ملک میں تیاریاں شروع ہوگئی ہیں۔ جان و مال اور اپنے آئینی حقوق کے تحفظ و حصول کے لیے تحریک چلانے کے سوا کوئی اور راستہ نہیں رہ گیا ہے۔ جمعیۃ کے جنرل سکریٹری مولانا سید محمود مدنی نے بتایا کہ مشرقی یوپی کی صوبائی کمیٹی میں توسیع کرنے کے بعد مختلف اضلاع پر مشتمل صوبائی کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔ اس تعلق سے صوبائی کمیٹی کی میٹنگ لکھنؤ جمعیۃ بلڈنگ میں ہوئی جس میں مشرقی یوپی کو اس طرح چند زون میں تقسیم کیا گیا۔

۱۔ ضلع کانپور، کانپور دیہات، اناؤ، قنوج، اوریا، جھانسی، بہرائچ، ہمیر پور، باندہ، لکھنؤ، رائے بریلی اضلاع کی ذمہ داری مولانا محمد متین الحق اسامہ کانپور، سید متین صاحب لکھنؤ کے سپرد کی گئی ہے۔

۲۔ بہرائچ، بارہ بنکی، فیض آباد، سلطان پور، گونڈہ، بستی، بلرام پور اضلاع کی ذمہ داری مولانا حیات اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء یوپی، مولانا وسیم صاحب بارہ بنکی کے سپرد کی گئی ہے۔

۳۔ پرتاپ گڑھ، الہ آباد، کوشامبی، فتح پور اضلاع کی ذمہ داری مولانا عبدالجلیل پرتاپ گڑھ، مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کے سپرد کی گئی ہے۔

۴۔ بستی، سنت کبیر نگر، سدھارتھ نگر، گورکھپور، مہراج گنج، دیوریا، کشی نگر اضلاع کی ذمہ داری مولانا عبدالحمید صاحب بستی، مولانا محمد اللہ رحمٰن سنت کبیر نگر کے سپرد کی گئی ہے۔

۵۔ اعظم گڑھ، امبیڈکر نگر، مئو، بلیا اضلاع کی ذمہ داری مولانا مفتی اشتیاق صاحب مبارکپور، مولانا محمد عارف کے سپرد کی گئی ہے۔

۶۔ بنارس، جونپور، بھدوہی، غازی پور، مرزاپور، چندولی اضلاع کی ذمہ داری مولانا عبدالمتین صاحب بنارس، مولانا محمد رفیق صاحب جونپور کے سپرد کی گئی ہے۔

مولانا مدنی نے مزید بتایا کہ ان کے تمام اضلاع کی اکائیوں کی تشکیل کے سلسلے میں سرگرمی تیز کردی گئی ہے۔

حادثۂ وفات

بڑے ہی افسوس کے ساتھ یہ خبر دی جاتی ہے کہ جمعیۃ علماء ہند کے ناظم نشر و اشاعت مولانا عبدالحمید نعمانی کے خسر جناب محمد سلامت اللہ صاحب طویل علالت کے بعد تقریباً پچھتر سال کی عمر پاکر ۲۳ر جولائی ۲۰۰۲ء کی شب میں اپنے وطن بالارف پور، ضلع گڈا جھارکھنڈ میں انتقال کر گئے۔

مرحوم ایک اچھا کردار تھے امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنی مدظلہ سے بیعت و ارادت کا تعلق تھا۔ دارالعلوم دیوبند اور جمعیۃ علماء ہند کے اکابر سے خاص تعلق رکھتے تھے۔ مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند انتہائی دیندار شخص تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس کے اعلیٰ مقام سے نوازے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

جمعیۃ علماء ہند کے محترم صدر امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنی دامت برکاتہم نے مرحوم کے لیے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کی اپیل کی ہے۔

فہرست عطیہ دہندگان ریلیف فنڈ جمعیۃ علماء ہند برائے گجرات

قسط ۲

[illegible]

بقیہ: مودی کے گلے کی ہڈی

[illegible]

بقیہ: صفحہ روزگار

[illegible]

بقیہ: منظر پس منظر

[illegible]

بقیہ: سوالیہ نشان

[illegible]

بقیہ: بی جے پی خوفزدہ

[illegible]

ALJAMIAT (WEEKLY) NEW DELHI — R. N. I. NO. - 38985/82
Posting Date - 5/6 Aug. 2002 — 9 - 15 August 2002 — Postal Registration No. - DL - 11052/2002

منظر پس منظر

منصور علی خان کانڈکر

بی جے پی کا ایجنڈا — اہم اقدامات — کانگریس اور بی جے پی

بی جے پی کا ایجنڈا

بی جے پی کے حالیہ اقدامات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ہندو راشٹر قائم کرنے کے اپنے منصوبہ پر بتدریج عمل کر رہی ہے۔ اب تک بی جے پی کے جن نظریات اور مقاصد کو پارٹی کا خفیہ ایجنڈا کہا جاتا تھا اب وہ درحقیقت اس کا کھلا ایجنڈا ہے۔ ایڈوانی کو نائب وزیر اعظم مقرر کیا جانا اور وزیر اعظم کے ساتھ ساتھ خود با اختیار حیثیت حاصل کر لینا، وشو ہندو پریشد کا شروع سے یہ اعلان کرنا کہ وہ رام مندر کے معاملے پر کسی عدالت کا فیصلہ تسلیم نہیں کرے گی، بظاہر عدلیہ کی توہین ہے جبکہ عدلیہ جمہوریت کا ہی ایک ستون ہے۔ ہندوستان کے دستور اساسی میں عدلیہ کو اہم مقام دیا گیا ہے۔ اس طرح وشو ہندو پریشد دستور اساسی کو بھی تسلیم کرنے سے کھلم کھلا انکار کر رہی ہے۔ آر ایس ایس نے مسلمانوں سے صاف طور پر کہا ہے کہ وہ ہندوؤں کے جذبات کا احترام کریں اور انھیں خوش رکھ کر ہی ملک میں تحفظ اور امن کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ آر ایس ایس یہ چاہتا ہے کہ جموں و کشمیر کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ ان میں ہندو اکثریت کا علاقہ جموں اور بودھوں کی اکثریت کا علاقہ [illegible] کی اکثریت ہے۔ بھارتیہ جنتا پارٹی کا منصوبہ یہ ہے کہ جموں کو ہماچل پردیش میں شامل کر دیا جائے کیونکہ ہندو آبادی کی اکثریت کا علاقہ ہے۔ اس منصوبہ کا اظہار آر ایس ایس کی طرف سے بار بار کیا جا چکا ہے۔ لیکن بھارتیہ جنتا پارٹی سیاسی مصلحت کی بنا پر خود یہ منصوبہ ظاہر نہیں کرتی۔ آر ایس ایس اور پورا سنگھ پریوار درحقیقت وہی سب کچھ کہتا ہے جو وہ بھارتیہ جنتا پارٹی سے کرانا چاہتا ہے۔ کچھ مبصرین کا یہ بھی خیال ہے کہ قاسم نگر کا حالیہ دہشت گردانہ واقعہ ایک سوچی سمجھی سازش تھی۔ وادی کشمیر کو جموں اور لداخ سے علاحدہ کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مسلم اکثریت کو الگ تھلگ کرکے سختی کے ساتھ کچل دیا جائے۔ جموں و کشمیر کو تین حصوں میں تقسیم کرنے کا منصوبہ بظاہر بی جے پی کی سیاسی کامیابی کا امکان ظاہر کرتا ہے۔ لیکن جوش تعصب میں یہ لوگ یہ بھی بھول جاتے ہیں کہ اس منصوبہ کی شکل آ رہی ہے پاکستان کے دو قومی نظریہ اور لسانی قومیت کی بنیاد مضبوط ہوتی ہے۔ حال ہی میں حکومت نے جموں و کشمیر سے متعلق ایک نئی تنظیم [illegible] قائم کی ہے جو جے کے ایل ایف (جموں کشمیر لبریشن فرنٹ) کا جواب ہے۔ اس کے [illegible] کہ طوفان اٹھا دیا گیا ہے۔ [illegible] مسلم اقلیت کسی سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔

اہم اقدامات

ایک سیاسی مبصر کا یہ کہنا درست معلوم ہوتا ہے کہ بی جے پی آئندہ ہونے والے انتخابات میں بھاری اکثریت سے کامیاب ہونے کا جو دعویٰ کرتی ہے وہ محض ہوائی ہے۔ قارئین کو یاد ہوگا کہ اس کالم نویس نے ہندوستان پر آئندہ بی جے پی کی حکومت قائم رہنے کا امکان کئی بار ظاہر کیا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ پیشین گوئی درست ثابت ہوتی جا رہی ہے۔ بی جے پی مستقل طور پر ہندوستان میں اپنے اقتدار کی جڑیں مضبوط کرنے کے لیے مختلف اقدامات کر رہی ہے۔ مثال کے طور پر پارٹی نے ہر ایک ریاست میں خاص لوگوں کو [illegible] سرداروں کے ساتھ [illegible] کیا ہے۔ مدن لال کھورانہ کو پارٹی کے دہلی یونٹ کا صدر مقرر کیا گیا ہے۔ [illegible] اور صاحب سنگھ ورما کو مرکزی وزیر بنایا گیا ہے۔ یوپی میں کلیان سنگھ کی کمی پوری کرنے کے لیے ان کی جگہ سے کٹیار کو لایا گیا ہے جو کرمی ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔ [illegible] پسماندہ ذاتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لیے ان ذاتوں میں بی جے پی کا اثر [illegible] کے لیے [illegible] کہ یوپی کے اس لیڈر کو بی جے پی کے آئندہ ہونے والے وزرائے اعظم کی فہرست میں شامل کیا جا رہا ہے۔ اکثر روزناموں کے تجزیہ نگار تو بی جے پی کے ہم خیال ہیں وہ اس سے متفق نہیں ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ موجودہ صدر جمہوریہ عبدالکلام بھی ہندوتوا کے حامیوں کی نظر میں پسندیدہ شخصیت ہیں۔ چونکہ وہ مسلمان کہلاتے ہیں اس لیے بھارتیہ جنتا پارٹی نے انھیں صدارت پر بٹھا کر ایک تیر سے دو شکار کیے ہیں۔

کانگریس اور بی جے پی

کانگریس اور بی جے پی کا موازنہ کیا جائے تو سب سے پہلے یہ بات [illegible] کانگریس پرانی جماعت ہے اور بی جے پی نئی ہے۔ کانگریس کی تاریخ ایک سو سال سے زیادہ پرانی ہے۔ اس کی عمر ایک صدی کو پار کر چکی ہے۔ اس لیے اسے ملک کی سیاست پر حاوی ہونا چاہیے تھا۔ اس کے مقابلے میں بھارتیہ جنتا پارٹی جو جن سنگھ کا [illegible] ہے [illegible] زیادہ سے زیادہ [illegible] سال پرانی ہے۔ اس کی سرگرم سیاسی زندگی [illegible] سال پہلے اس وقت شروع ہوئی جب سابق وزیر اعظم [illegible] کی حمایت سے حکومت بنائی گئی۔ [illegible] اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن ان کے اس اقدام سے ہندو بنیاد پرست جماعت بھارتیہ

جنتا پارٹی کو ہندوستانی سیاست میں اتنا اثر و رسوخ حاصل ہو گیا ہے۔ جس پارٹی کو جمہوریت کے وزیر اعظم جواہر لال نہرو نے فرقہ پرست کہہ کر قابل نفرت سمجھا تھا اور جو ملک کی سیاست میں اہم مقام حاصل ہوا گیا۔ بی جے پی کا نظریہ اور سیاسی مرکز آر ایس ایس ہے۔ اور اس کے قیام کے ساتھ ہی وہ ملک کی سیاسی ماحول میں اثر و نفوذ حاصل کیا۔ گزشتہ [illegible] سال سے اب تک جو عام انتخابات ہوئے ہیں ان سب میں آر ایس ایس کے منظم رضا کاروں نے بھارتیہ جنتا پارٹی اور اس کے ہم خیال امیدواروں کی حمایت [illegible] آزاد [illegible] دیگر پارٹیوں کے امیدواروں کی اعلانیہ اور خفیہ طور پر بھرپور مدد کی اور انھیں کامیاب بنایا۔ آر ایس ایس نے اپنے نظریات تقریباً تمام سیاسی پارٹیوں میں داخل کیے اور اس طرح وہ ملک کی مجموعی سیاست میں سرایت کر گیا۔ کہنے والے تو یہی کہتے ہیں کہ ماضی میں بعض کانگریسی لیڈروں اور امیدواروں کی انتخابی کامیابی میں بھی آر ایس ایس کے منظم رضا کاروں کا ہاتھ رہا ہے۔ بی جے پی سے بھی کہیں زیادہ اصول اور نظریاتی اختلاف [illegible] حقیقت تسلیم کرنی پڑے گی کہ یہ ہندو بنیاد پرست جماعت کانگریس کے مقابلے میں کہیں زیادہ منظم اور نظریاتی اعتبار سے [illegible] ہے۔ کانگریس نے [illegible] سیاست کے [illegible] بی جے پی کے سامنے اس کے پاس ایک خاص نظریہ [illegible] ہے جس کی بنا پر بی جے پی کے

(باقی صفحہ پر)

الجمعیۃ

ہرمنٹر و منتظر: مولانا اسعد مدنی
منیجر: محمد حنیف کاندکر
ملکیت: جمعیۃ ٹرسٹ سوسائٹی
مقام اشاعت: مدنی ہال ۱ بہادر شاہ ظفر مارگ نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲
مطبوعہ: اے بی سی آفسیٹ، ۱۷/۲ ... پریس، ... دہلی

خریداران حضرات متوجہ ہوں

جن خریداروں کی طرف زر سالانہ باقی ہے ان کو بار بار یاد دہانی کرائی جا چکی ہے۔ اب بذریعہ اخبار آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ جن خریداروں پر رقم باقی ہے وہ

۳۱ ر اگست ۲۰۰۲ء

تک دفتر کو ارسال کر دیں۔ بصورت دیگر ان کا اخبار بند کر دیا جائے گا۔ (منیجر)

آسام، بہار کے سیلاب زدگان کی بھرپور مدد کیجئے
جمعیۃ علماء ہند کی اپیل

آسام اور بہار میں سیلاب کی تباہ کاری اور جان و مال کی بربادی جس بھاری پیمانے پر ہوئی ہے وہ کسی پر مخفی نہیں ہے۔ سیلاب سے بڑی تعداد میں افراد متاثر ہوئے ہیں، متاثرہ علاقوں کی صورت حال بہت ہی سنگین ہے۔ بہار میں لاکھوں ایکڑ علاقے میں کھڑی فصلیں تباہ ہو گئی ہیں، درجنوں افراد جان بحق ہو چکے ہیں۔ یہی حال آسام کا ہے، وہاں کے سولہ اضلاع سیلاب کی زد میں آ گئے ہیں۔ پچاس لاکھ افراد متاثر ہیں۔ اندازے کے مطابق درجنوں افراد کی جانیں گئی ہیں۔ صرف دھیرڑی ضلع میں گیارہ سو سے زائد مواضعات متاثر ہیں، ۳۸۲۰ دیہات زیر آب ہیں۔ ضرورت ہے کہ خوراک، دوا اور بچوں کے لیے دودھ وغیرہ کی بھاری قلت ہے۔ بازآبادکاری اور متاثرہ افراد کی مدد کے لیے صرف حکومت پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے جمعیۃ علماء ہند نے اپنی تاریخی روایت کے مطابق [illegible] افراد کو سرچھپانے اور غذائی اشیاء کی فراہمی کا کام شروع کر دیا ہے۔

[illegible]

تمام اصحاب خیر و درد مند حضرات سے اپیل ہے کہ حسب استطاعت مصیبت زدوں کی اعانت میں حصہ لے کر عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں اور جمعیۃ کے وابستگان و احباب خصوصی توجہ سے کام لے کر حسب سابق مصیبت کی گھڑی میں متاثرین کی بازآبادکاری میں تعاون کریں۔

(۱) جمعیۃ علماء ہند، ۱-بہادر شاہ ظفر مارگ نئی دہلی ۲ — فون: 011- 3311455, 3317729
نوٹ: چیک اور ڈرافٹ جمعیۃ علماء ہند JAMIAT ULAMA-I-HIND کے نام بنوائیں۔

جاری کردہ: شعبہ نشر و اشاعت، جمعیۃ علماء ہند، ۱-بہادر شاہ ظفر مارگ نئی دہلی

گجرات کے ہولناک فساد کے متاثرین کی بھرپور امداد کیجئے — امیر الہند مدظلہ کی اپیل